کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطفِ عام اس کا

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معنی
خمستان	خم شراب کے مٹکے کو کہتے ہیں
ازل	جس کے آغاز کا کسی کو علم نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ خمستانِ ازل کا ساقی ازل کے میکدے یعنی شراب خانے کا ساقی یعنی ازل کا مالک اللہ تعالیٰ صوفیاءِ کرام نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو شراب کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسے ساقی کی مانند ہے جو ازل سے لطف وعنایات اور مہر مروت کی شراب اپنے بندوں میں تقسیم کر رہا ہے۔
دورِ جام	جام کا مطلب ہے پیالہ اور دور کا مطلب ہے گردش۔ یعنی جام جو باری باری ہر ایک تک پہنچتا ہے۔ ماضی میں مے کدوں میں لوگ ایک دائرے میں بیٹھ جاتے تھے اور ساقی ان کے درمیان میں آ کر انہیں باری باری شراب پلاتا تھا اس کے پاس ایک مینا یا صراحی ہوتی تھی جس سے وہ مہوشوں کے جام بھرتا جاتا تھا۔ شاعر نے اسے علامت کے طر پر استعمال کیا ہے۔
تشنہ لب	پیاسا، جس کے ہونٹوں تک شراب نہ پہنچے
لطف عام	ایسا کرم یا مہربانی جو سب کے لیے یکساں ہو۔ جیسے بارش کا سب کے لئے برسنا۔ دھوپ کا سب کے لیے نکلنا۔
میکش	شراب پینے والا۔ شرابی

نوٹ: (الفاظ کے معنی طلبہ کی سہولت کے لیے دیئے گئے ہیں۔ امتحانی پرچہ میں لکھنے کی ضرورت نہیں جب تک ایسا لکھنے کی ہدایت نہ کی جائے)۔

تشریح:۔ مولانا ظفر علی خان اپنی اس حمد میں اللہ تعالیٰ کو اس ساقی سے تشبیہ دیتے ہیں جو میکدے یعنی شراب خانے میں موجود کسی بھی شرابی کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ چھوٹے بڑے امیر غریب، کالے، گورے، عربی، عجمی سب کو یکساں اپنی عنایات سے مستفید کرتا ہے۔ جس طرح کسی شراب خانے میں کوئی ساقی باری باری سب کو شراب پلاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتیں سب کو یکساں ملتی ہیں۔ وہ بغیر کسی تمیز کے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، یہودی اور پارسی یا کسی اور مذہب کے انسانوں کو نوازتا ہے اور کسی میں کوئی فرق نہیں رکھتا وہ سب کو رزق دیتا ہے اور اس کے مظاہر فطرت سب کو یکساں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ مثلاً چاند اور سورج سب کے لیے یکساں روشنی دیتے ہیں، بارش سب کے لیے یکساں برستی ہے۔ درخت سب کے لیے یکساں پھل دیتے ہیں اور اُسکی رحمت کے دروازے سب کے لیے یکساں کھلے رہتے ہیں جو بھی اس کی طرف ایک قدم بڑھاتا ہے اس کی رحمت ستر قدم آگے بڑھ کر اسے اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ اگر کوئی اسکی رحمت سے محروم رہتا ہے تو اس میں اس کی اپنی خطا ہے اس کی رحمت میں کوئی کمی نہیں اور وہ رب العالمین ہے۔

شعر نمبر 2۔

گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھوٹے، ہے سچا ایک نام اس کا

تشریح: مولانا ظفر علی خان اس شعر میں اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ کوئی اسکا ثانی نہیں، کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس انداز سے نظامِ کائنات چلا رہا ہے کوئی دوسری ذات ایسا نہیں کر سکتی۔ اگر ہم اس نظام

جائے کہ وہ اس دنیا میں موجود مخلوق کی دعوت کریں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے کھانا پکتا رہا لیکن دعوت کے روز سمندر سے ایک مچھلی آئی اور سارا کھانا کھا گئی اور کہنے لگی کہ آج ابھی تک میرا ابھی پیٹ نہیں بھرا۔ جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی اپنی مخلوق کا پیٹ بھرنا اللہ ہی کو زیب دیتا ہے جو خشکی وتری حتیٰ کہ پتھروں کے اندر بھی پائے جانے والے جانداروں کو رزق دیتا ہے۔ اس لئے شاعر کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کر کے اس بات کا ثبوت مل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی ایک ہے اور اسکی برابری کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں خواہ وہ نمرود ہو فرعون ہو یا کوئی اور۔

شعر نمبر 3۔

ہر ایک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اُس کا

تشریح: مولانا ظفر علی خاں اس شعر میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگرچہ اللہ کی ذات انسان کی نظروں سے اوجھل ہے اور انسان کی آنکھ میں اتنی سکت نہیں کہ وہ اسکا نظارہ کر سکے خواہ اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے باوجود اللہ نے انسانوں کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اس کائنات پر غور کر کے اللہ کی ذات کا ادراک کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے اس سلسلے میں بہت سے حوالے بھی دیئے ہیں اور سورہ الرحمٰن میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کائنات کی تخلیق اور قیامت کے بعد جنت کے انعام کی صورت میں انسان کو ملنے والی نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس کا حوالہ جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم سورۃ الرحمٰن میں کچھ یوں دیا ہے۔

یہ سحر کا حسن ، یہ سیارگاں اور یہ فضا
یہ معطر باغ، یہ سبزہ یہ کلیاں دل ربا
یہ بیاباں ، یہ کھلے میدان یہ ٹھنڈی ہوا
سوچ تو کیا کیا ، کیا ہے تجھ کو قدرت نے عطا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا۔

شعر نمبر 4۔

میں اس کو کعبہ بت خانے میں کیوں ڈھونڈنے نکلوں
مرے ٹوٹے ہوئے دل ہی کے اندر ہے مقام اس کا

تشریح: مولانا ظفر علی خاں اس شعر میں اللہ کی ایک اور صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں عرش معلی پر رہتا ہے وہیں وہ انسان کے دلوں میں بھی قیام پذیر ہوتا ہے اور خاص طور پر ٹوٹے ہوئے دلوں میں۔ جب انسان ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے پریشانیاں اور دکھ اسے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، پے در پے ناکامیوں اور ٹھوکروں سے اسکا دل چکنا چور ہو جاتا ہے وہ ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے اُسے بچت کی، امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ ایسے وقت میں بھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اسے کہتا ہے اے میرے بندے تو میری رحمت سے مایوس نہ ہو، تو مجھے صدقِ دل سے پکار تو سہی میں تیری مدد کو ضرور پہنچوں گا۔ اسکا ثبوت حضرت ابرہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے بھی مل جاتا ہے۔ جب آپ نے کسی اور کی مدد قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مہربانی پر یقین رکھتے ہوئے آگ میں جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دے دیا تھا کہ اے آگ! تو ٹھنڈی ہو جا! اور اس حد تک ٹھنڈی ہونا کہ ابرہیم علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا تھا اور مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فرمائی تھی۔ شاعر کہتا ہے کہ میں حالات کا ستایا ہوا ہوں اور مجھ پر پریشانی [illegible]

کرنے کی ضرورت نہیں اور اس مقصد کے لیے مجھے اللہ کی تلاش کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ٹوٹے ہوئے دل کے اندر ہی موجود ہے۔ بقول شاعر:

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے
ڈھا دے جو کج ڈھینڈا
پر کسے دا دل نہ ڈھائیں
رب دلاں وچ رہندا

شعر نمبر 5۔

سراپا معصیت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اس کا

تشریح: مولانا ظفر علی خان اس شعر میں اللہ کی ایک اور صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ سراپا رحیم بھی ہے اور کریم بھی ہے وہ رحمان بھی ہے۔ اور غفور بھی۔ وہ انسانوں کو ان کے گناہوں پر پکڑنے کی بجائے انہیں اپنی رحمت کا مستحق بنانا اور ان کی فلاح و بہبود چاہتا ہے۔ وہ لوگوں کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک وہ اپنے انبیاء کے ذریعے ان تک پیغام ہدایت پہنچا کر اپنی حجت پوری نہیں کر لیتا۔ اور نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے اس نے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ اس پر کوئی سخت عذاب نہیں بھیجے گا۔ وہ اتنا کریم ہے اگر کوئی انسان اتنا گنہگار ہو کہ اس کے گناہوں کا شمار بھی مشکل ہو تو وہ ندامت کے دو آنسوؤں کے صدقے اس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے وہ اللہ کے نام کو گندگی سے اٹھا کر صاف جگہ پر رکھنے والے کو اس کے گناہ معاف فرما کر اولیاء اللہ کے ساتھ شامل کر دیتا ہے۔ اس کی مغفرت کے دروازے قیامت تک سب کے لیے کھلے ہیں جو بھی سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُسے اپنے سائے میں لے لیتی ہے اس لیے مجھے کوئی خوف نہیں ہے کہ میں بہت زیادہ گناہ گار ہوں کہ اگرچہ میں سر سے پاؤں تک گناہ گار ہوں اور میں خطا پہ خطا کیے جا رہا ہوں میرے گناہوں کا کوئی شمار نہیں مگر اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ اللہ کی رحمتیں مجھے بھی حاصل ہوں گی اور میں اللہ کی شان کریمی کے باعث بخشش کا حقدار قرار پاؤں گا اور مجھے اللہ اپنے فضل و کرم سے بخش دے گا۔ بقول احمد۔

گناہوں میں اگرچہ بڑھ گیا ہوں
خدایا! تیرے غضب سے ڈر گیا
بچالے اب مجھے تو ہادیہ سے
اسی خاطر میں تیرے گھر گیا ہوں
تیرے در پہ آگیا ہوں اے خدا!
مجھ کو بخش کی عطا خیرات ہو
میرے دل کی بنجر و ویران زمیں!
اس پر تیرے کرم کی برسات ہو

حل شدہ مشقی سوالات

(الف) 1۔ مندرجہ ذیل کے معنی لکھیے:

جواب: